مقامات حریری......ایک تعارف

ازقلم: مولانا محمد سفیان عطاء

مقاماتِ حریری عربی زبان وادب کا لافانی شہہ پارہ ہے جسے پانچویں صدی ہجری کے ایک نامور ادیب ابو محمد قاسم بن علی بصری نے تخلیق کیا تھا، کتاب "مقامات" درس نظام میں شامل ہے۔

یہ مضمون دراصل "المقالات البديعية على شئى من المقامات الحريريه" کے مقدمہ کی تلخیص ہے۔

مقامہ کی لغوی تعریف:

عربی زبان میں مقامہ کا لفظ مجلس اور مکان پر بولا جاتا ہے جیسے ایک شاعر نے اس کا استعمال اپنے شعر کیا ہے۔

نشدت زيادا والمقامة بيننا=وذكرته ارحام سعر وهيثم(۱)

"مقامہ" اسم ظرف ہے، لیکن اس کا استعمال شعراء کے ہاں اہل مجلس لیے بھی ملتا ہے۔ جیسے ایک شاعر نے یوں کہا:

ومقامة غلب الرقاب كانهم

جن، لدى اب الحصير قيام(۲)

اصطلاح اہل ادب:

عربی زبان کے نامور ادیب وشاعر استاذ احمد شوقی کی رائے ہے کہ مقامہ کی تعریف میں گداگری کا مفہوم ضرور پایا جانا چاہیے، کیوں کہ مقامات کے موجد علامہ بدیع اور اس فن کے امام حریری کے ہاں یہ تصور ایک ضروری عنصر کے طور پر ملتا ہے۔ جن اہل علم نے اس مفہوم سے پہلوتہی اختیار کی ہے اور اپنی "مقامات" میں اس اسلوب کو ترک کیا ہے، شوقی کی رائے میں ان لوگوں نے بدیع وحریری کی بجائے عبدالمہیمن ۷۴۹ھ نامی ایک ادیب کی پیروی کی ہے۔(۳)

شوقی کی یہ رائے بہر حال قابل ترک ہے، شوقی نے ان لوگوں پر یہ الزام دھرا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی 'مقامات' میں مغالطہ آرائیوں سے کام لیتے ہوئے اچھائیوں کو برائیوں سے بدل ڈالا ہے، (۴) حالاں کہ شوقی نے خود اپنی کتاب "تاریخ الادب العربی" کے بیسیوں صفحات میں ان حضرات کی تعریف وتوقیر کرتے ہوئے ان کی

مقامات، ان کے اسلوبِ تحریر اور لغوی ولسانی مہارتوں کا اقرار کیا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان پر گزشتہ الزام کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ اس وجہ سے جمہور اُدباء کے ہاں مقامہ کی اصطلاحی تعریف میں اس شرط (گداگری) کا ذکر نہیں ملتا۔

چناں چہ احمد حسن زیات کے بقول: مقامہ ایک چھوٹی سی حکایت ہوا کرتی ہے، جو ایک پرکشش اسلوب کی حامل، وعظ ونصیحت یا مزاح ولطیفہ پر مشتمل عبارت ہوتی ہے، (۵) بعض اہل علم نے اس طرح تعریف کی ہے کہ ''مقامہ'' ایک اَدبی شہ پارہ ہے، جو سجع بندی، محسنات بدیعیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور کسی معین مقدار کے ساتھ یہ خاص نہیں، ضرورت کے مطابق عبارت میں طول وقصر اختیار کیا جاسکتا ہے۔ (۶)

یقیناً مقامہ کی تعریف میں اگر شوقی کی رائے کے مطابق گداگری کے مفہوم کو اختیار کیا جائے، تو اس سے ''مقامات'' کے نام سے اہل علم وادب نے جو ذخیرہ چھوڑا ہے وہ جہاں اس فن سے خارج ہوگا وہاں اس قید کا بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا، سوائے اس کے کہ ادبا اپنی مہارتوں کا میدان چوری چکاری، مکاری، گداگری کی فنکاری اور جدتوں پر مرتکز کردیں...... وای فائدہ فیہ؟

مقامہ نگاری کے اغراض ومقاصد:

اس سلسلہ میں ادباء کا مرکزی نکتہ اور بنیادی غرض اپنی ادبی صلاحیتوں کا اظہار اور مضامین میں جدت اور تنوع پیش کرنا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ مختلف ادباء، کی ''مقامات'' مختلف موضوعات کا فائدہ بھی دیتی ہیں، مثلاً:

۱۔ علامہ حریری کی غرض جمعِ لغات رہی ہے، اور یقیناً حریری اس میں کامیاب رہے ہیں۔ (۷)

۲۔ ابن جوزی اور زمخشری نے وعظ ونصیحت اور اخلاق کو موضوع بنا کر مقامات پیش کی۔

۳۔ محض اپنی مہارت اور تفوق جتلانا، اکثر ادباء نے اسی غرض سے مقامات تالیف کی۔ ان میں مشہور ترین مولف ناصیف یازجی نصرانی ہے۔

۴۔ علوم کو معمات اور چٹکلوں میں پیش کرنا، چنانچہ بہت سے ادباء نے لغوی حرفی، نحوی، فقہی، مباحث کو لطائف ومعمات میں پیش کیا ہے۔ مثلاً زمخشری عائض قرنی ودیگر نے۔

۵۔ جانوروں کی زبانی بحث واعتراض، جدل ومناقشہ کے نئے نئے طریقے پیش کرنا، ابن الوردی اور ابن الحبیب کی مقامات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز ڈاکٹر حسان کی کاوش ''المفاخرات والمناظرات'' میں بھی اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔

۶۔ نقد ومعارضہ کرنا، ادباء کی ایک جماعت نے اپنے پیش رو ادبا، پر نقد وجرح اور معارضہ کرنے کے

لیے بھی فن مقامہ کا انتخاب کیا، چنانچہ علامہ آلوسی نے زمخشری، شیخ عثمان نے حریری کے معارضہ ومقابلہ میں مقامات لکھیں۔ ایسے ہی سیوطی نے اپنے معاصر اہل علم پر نقد کو اپنے مقامات کا موضوع بنایا ہے۔

۷۔طب وادویات کو بھی موضوع بنایا گیا ہے، جیسا کہ علامہ سیوطی نے کیا ہے۔

ڈاکٹر احمد حسن کی رائے یہ ہے کہ "مقامہ نگاری کا مقصد "فن من حیث الفن" ہے، جس میں صاحب مقامہ عبارت کی تزیین وآرائش کی خاطر، سجع بندی، غیر مانوس تراکیب، اور غرائب لغۃ کا سہارا لیتا ہے اور یہ مقامات فائدہ سے زیادہ لذت کا کام دیتی ہیں۔ (۸)

فن مقامہ کا واضع کون؟

علماء تاریخ اور ادباء اس کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلی 'مقامات' علامہ بدیع الزمان نے تحریر کی ہے، حریری نے بھی اپنی مقامات کے مقدمہ میں انہی کو موجد ومؤسس قرار دیا ہے۔ لیکن ایک عرب محقق زکی مبارک کی رائے یہ ہے کہ اس فن کے مؤسس تیسری صدی کے نامور ماہر لغت ابن درید (۲۲۳ھ۔۳۲۱ھ) جن کا نام محمد بن حسن بصری ہے، ہیں۔ (۹)

زکی مبارک کا مستدل ابو اسحاق ابراہیم بن علی (م ۴۵۳ھ) کی کتاب "زہر الاداب وثمر الالباب" کی ایک عبارت ہے۔

نامور ادیب علامہ مصطفیٰ صادق الرافعی نے اس نظریہ کی تردید کی کہ مقامہ کا موسس ابن درید ہے۔ البتہ ڈاکٹر ایمن بکر نے زکی مبارک اور رافعی کے مابین اس طرح محاکمہ کیا ہے کہ زکی نے جن عبارات سے استدلال کیا ہے، ان سے اگر یہ مقصد ہے کہ بدیع الزماں نے ابن درید کے اسلوب سے استفادہ کیا ہے اور رہ نمائی لی ہے تو یہ درست ہے۔ چنانچہ مقامات ہمذانی میں اس کے کئی قرائن موجود ہیں، اور اگر زکی کا مقصد یہ ہے کہ اس فن کا موسس ابن درید ہے، تو یہ غلط ہے اور رافعی کا نظریہ درست ہے۔ (۱۰)

احباب مقامات نے سنداً جو قصص بیان کیے ہیں، یہ ابن درید کا وضع کردہ طریقہ ہے، چنانچہ ابن درید کی حکایات ابو علی القالی نے الدءلی میں جہاں نقل کی ہیں، وہاں اس سلسلۂ سند کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، حالانکہ یہ حکایات دیگر اہل علم اور ان کے معاصرین بلا سند ہی بیان کرتے ہیں۔ جس سے اس نظریہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ حکایات غریبہ کے لیے سند وضع کرنا ابن درید کا طریقہ ہے۔ خصوصا ابن درید کا زمانہ اور ماحول بھی اس نظریہ کا موید ہے، یہ زمانہ محدثین کے عروج کا زمانہ ہے۔ اور ابن درید علماء محدثین سے متاثر بھی تھے اور ان کی شان میں ایک مختصر قصیدہ بھی منقول ہے۔

اهلا و سهلا بالذين احبهم= واودهم فی الله ذی الالاء

اصلابقوم صالحين ذوی التقی = غر الوجوه وزين کل ملآ

يسعون فی طلب الحديث بعفة = وتوقرو سکنة وحيآءِ

لهم الهابة والجلالة والنهی = وفضائل جلت عن الاحصاء

و مداد ماتجری به اقلامهم = ازکی وافضل من دم الشهداءِ

يا طالبی علم النبی محمد = ماانتم وسواکم، بسواءِ

عین ممکن ہے کہ ابن درید نے محدثین کے طریقہ اسناد سے متاثر ہوکر، روایات عرب اور حکایات کے لیے اسناد وضع کی ہوں، اور مقصد صرف مزاح وجدت ہو، نہ کہ حقیقت۔

ابن درید کے بعض معاصرین انہیں کذاب کہتے تھے، شاید اس وضعِ سند کی بنیاد پر ان لوگوں نے اِن کو کذاب کہا ہو، کیوں کہ یہ حقیقت ہے کہ اِن حکایات کو ان کے معاصرین بلاسند ہی بیان کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بدیع نے جہاں دیگر امور میں ابن درید سے استفادہ کیا، وہاں انہوں نے وضعِ سند میں بھی انہی کی پیروی کی۔

ڈاکٹر عبداللہ ابراہیم نے، اپنی کتاب ''النثر العربی القدیم'' میں بالکل تفرد اختیار کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ ابن درید اور بدیع کے اسالیب میں کسی قسم کا اشتراک نہیں پایا جاتا ہے۔(۱۱)

محترمہ اکرام فاعور نے اپنی تحقیق دونوں حضرات کے درمیان کئی وجوہ مشترکہ ثابت کر کے اس نظریہ کی بہترین تردید کی ہے۔(۱۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فن مقامہ کے موسس علامہ بدیع الزمان ہی ہیں، لیکن انہوں نے ابن درید کی ''احادیث'' اور طریقِ کار، اسلوب سے استفادہ کیا ہے، جس کے واضح قرائن ان کی کتاب مقامات میں ملتے ہیں۔

مقامات نگاری:

۱۔علامہ بدیع الزماں (۳۵۸ھ۔۳۹۸ھ) نے سب سے پہلے مقامات کے نام سے تصنیف کی۔ان کے بعد دیگر اہلِ ادب وفضل نے اس موضوع پر داد تحقیق دی۔جس کی تفصیل یہ ہے۔

۲۔ابونصر عبدالعزیز بن عمر السعدی ۴۰۵ھ

۳۔محمد بن سعید ابن شرف ۴۶۰ھ۔

۴۔عبداللہ بن محمد ابوالقاسم، انہوں نے ۵۰۲ھ کو مقامات کے طرز پر اپنی ایک تحریر ہبۃ اللہ نامی ایک عالم کو بھیجی تھی۔

حموی نے معجم الادباء میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور رسالہ کا بھی (کچھ حصہ) نقل کیا ہے۔

۵۔ فیروز بن سعد (م ۵۳۰ھ) یہ ۴۹۰ھ میں مقامات لکھ کر فارغ ہوئے۔

۶۔ علامہ ابو محمد قاسم بن علی الحریری (م ۵۱۶ھ)، علامہ نے کم وبیش ۹ سال اس پر محنت کے بعد ۵۰۴ھ میں مکمل کیا۔ احمد شوقی نے درست لکھا کہ حریری کے بعد انہی کی مقامات اہل ادب کے لیے قبلہ وکعبہ بن گئی۔ (۱۳) ان کے علاوہ صاحب "مقامات" یہ حضرات ہیں:

(۷) طراد بن علی م ۵۲۴ھ۔ (۸) ظافر الحداد م ۵۲۶ھ۔ (۹) عبدالرحمٰن بن محمد م ۵۳۱ھ۔ (۱۰) جاراللہ الزمخشری ۵۳۸ھ۔ (۱۱) محمد بن یوسف الاندلسی ۵۳۸ھ (۱۲) ابوعبداللہ بن ابی الخصال م ۵۴۰ھ۔ (۱۳) علی بن بسام ۵۴۲ھ۔ (۱۴) محمد بن عیاض ۵۵۰ھ۔ (۱۵) محارب بن محمد ۵۵۳ھ۔ (۱۶) رشید بن زبیر۔ (۱۷) حسن بن صافی ۵۶۸ھ۔ (۱۸) نشوان بن سعید ۵۷۳ھ۔ (۱۹) محمد بن حسن الحیطی ۵۷۵ھ۔ (۲۰) عبدالرحمٰن بن احمد الغرناطی م ۵۷۶ھ۔ (۲۱) یحییٰ بن سعید النصرانی۔ (۲۲) ہبۃ اللہ بن عبدالحسن۔ (۲۳) ابوعبداللہ الزیادی۔ (۲۴) عامر بن ہشام قرطبی ۶۲۳ھ۔ (۲۵) احمد بن اعظم ۶۳۰ھ۔ (۲۶) عبدالرحمٰن بن نجم ۶۳۴ھ۔ (۲۷) یوسف بن محمد ۶۴۷ھ۔ (۲۸) عبدالرحمٰن بن ابی المظفر۔ (۲۹) محمد بن یوسف ۶۶۵ھ۔ (۳۰) تاج الدین بن عبید ۶۷۰ھ (۳۱) محمد بن عبدالرحمٰن ۶۷۲ھ۔ (۳۲) علی بن حسن ۲۹۲ھ۔ (۳۳) ابن محمد المظفر الرازی۔ (۳۴) علی بن جامع۔ (۳۵) زین الدین الجزری ۷۰۱ھ۔ (۳۶) عمر بن مظفر ابن الوردی ۷۴۹ھ۔ (۳۷) عبدالمہیمن الجبری ۷۴۹ھ، شوقی کے بقول اس شخص کا اسلوب اہل مقامات نے اختیار کرلیا تھا۔ (۳۸) عبداللہ بن ابراہیم ۷۵۰ھ۔ (۳۹) احمد بن یحییٰ ابن ابی حجلۃ ۷۷۰ھ۔ (۴۰) ابوبکر محمد بن محمد ابن نباۃ ۷۶۱ھ۔ (۴۱) صلاح الدین خلیل بن ایبک مشہور محدث ہیں ۷۶۴ھ۔ (۴۲) ابن حبیب حلبی ۷۷۹ھ۔ (۴۳) لسان الدین محمد بن عبداللہ خطیب ۷۷۶ھ۔ (۴۴) ابوالحسن۔ (۴۵) احمد بن علی القلقشندی ۸۲۱ھ۔ (۴۶) عمر الزحال۔ (۴۷) حسن بن غیاث ۹۲۸ھ۔ (۴۸) عبدالکریم محمد بن عبدالوہاب ۹۷۵ھ (۴۹) محمد بن عیسیٰ ۹۹۹ھ۔ (۵۰) جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی ۹۱۶ھ، علامہ نے ۳۶ سال اس پر صرف کیے، اس کو سمیر الدروبی نے بہترین تشریحات وتعلیقات کے ساتھ طبع کیا ہے۔ (۵۱) احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی ۱۵۶۹ھ (۵۲) شیخ حسن شمہ۔ (۵۳) محمد بن حسن الحلیمی ۱۱۱۵ھ (۵۴) ابراہیم بن معصوم حسینی ۱۱۴۵ھ۔ (۵۵) محمد مناوی ۱۱۳۶ھ۔ (۵۶) علی بن غراب ۱۱۸۳ھ۔ (۵۷) مصطفیٰ وساطی ۱۱۷ھ۔ (۵۸) محمد الورعی۔ (۵۹) حمودہ بن عبدالعزیز ۱۲۰۲ھ۔ (۶۰) شیخ ابن محمد ۱۲۲۲ھ۔ (۶۱) احمد بن عبداللطیف ۱۲۲۶ھ۔ (۶۲) اسماعیل بن احمد۔ ۱۲۲۸ھ۔ (۶۳) حمدون بن عبدالرحمٰن ۱۲۳۲ھ۔ (۶۴) عبداللطیف بن علی فتح اللہ ۱۲۶۰ھ۔ (۶۵) علامہ محمود آلوسی، روح المعانی کے مولف ۱۲۷۰ھ۔ (۶۶) شیخ اللہ داد لکھنوی۔ (۶۷) ناصیف یازجی

۱۲۸۷ھ۔(۶۸) شیخ عثمان، یہ مشہور نقشبندی شیخ دعالم علامہ خالد کردی مرحوم کے مرید ہیں۔(۶۹) علامہ فضل حق خیر آبادی ۱۲۷۸ھ۔علامہ کی الندرۃ الھندیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا شمار اصحاب مقامات میں کیا ہے۔(۷۰) احمد فارس ۱۳۰۴ھ۔(۷۱) احمد بن محمد ۱۳۰۴ھ۔(۷۲) ابراہیم بن علی ۱۳۰۸ھ۔(۷۳) علی رضا العمری ۱۳۰۸ھ۔(۷۴) امین شمویل ۱۳۱۵ھ۔(۷۵) عبدالسلام ۱۳۳۱ھ۔(۷۶) علی بن محمد ۱۳۱۱ھ (۷۷) محمد بن عبدالغنی ۱۳۲۸ھ۔(۷۸) محمد بن محمد الجزائری ۱۳۳۰ھ۔(۷۹) محمد بن محمد الھاملی ۱۳۴۰ھ۔(۸۰) علامہ انور شاہ کشمیری ۱۳۳۶ھ۔(۸۱) شیخ عائض القرنی۔انہوں نے اپنی مقامات میں عربی جاہلی تعصب سے کام لیتے ہوئے علماءِ عجم، زہادِ عجم اور خصوصاً پاکستانیوں پر طنز کیا ہے۔دیکھیے ص ۵۳۷۔

یہ فہرست ان اہل علم کی ہے جنہوں نے مقامات کے نام سے مستقل تالیف کی کچھ حضرات وہ بھی ہیں کہ جنہوں نے ایک یا دو مقامے تحریر کیے ہیں۔اکثر مقامات مرورِ زمانہ کی وجہ سے ناپید ہو چکی ہیں۔ان اہل علم کے تراجم میں ان کی مقامات کا تذکرہ مورخین نے کیا ہے۔راقم کے سامنے اس فہرست کی تیاری میں درج ذیل کتب رہیں:

الاعلام للزر کلی. انباء الرواۃ علی انبا النحاۃ لعلی بن یوسف. اخبار العلماء لعلی بن یوسف. سلافۃ العصر فی محاسن الشعراء بکل مصر لعلی بن احمد. عیون الانباء فی طبقات الاطباء لاحمد بن قاسم. الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ لعبد القادر. الکواکب السائرۃ لمحمد بن محمد. لطائف الذخیرۃ و طوائف الجزیرۃ لاسعد بن مهذب، مسامرات الظریف لمحد بن عثمان. معجم الادباء لیاقوت حموی، وفیات الاعیان لا بن خلکان.

ان حضرات اصحاب مقامات میں سے جن کے اسلوب تحریر، فن اور لغوی مہارت کی تعریف کی گئی ہے۔ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الکامل، یہ حریری کے معاصر ہیں، محمد بن یوسف ابوطاہر الاندلسی م ۵۳۸ھ۔شوقی کے بقول اہل اندلس میں یہ سب سے فائق تھے۔(تاریخ الادب العربی ۵۲۲/۸۔۵۲۶)

نشوان بن سعید الحمیری م ۵۷۳ھ علامہ زاہد الکوثری نے اس پر مقدمہ بھی لکھا اور تعریف بھی فرمائی (مقدمات الکوثری)

عمر بن مظفر ابن الوردی م ۷۴۹ھ۔شوقی نے ان کی خوب تعریف کی ہے۔

(تاریخ الادب العربی ۳۲۴/۶)۔عبدالمہیمن الحضرمی، م ۷۴۹ھ یہ وزیر کے منصب پر فائز تھے۔شوقی نے ان کی بھی خوب مدح کی ہے (تاریخ الادب العربی ۵۰۶/۱۰)۔

احمد بن علی القلقشندی، م ۸۲۱ھ۔ شوقی نے لکھا ہے کہ اس کے اسلوب میں کہیں تکلف کا شائبہ تک نہیں۔ (تاریخ الادب العربی ۷/۴۵۱۔۴۵۵) عبدالرحمٰن السیوطی، م ۹۱۴ھ۔ محمد الورعی...... بقول شوقی اس کی زبان شیریں ہے۔ (تاریخ الادب العربی ۹/۳۱۵)۔ علامہ محمود آلوسی، م ۱۲۷۰ھ۔ حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: ان کی مقامات، حریری سے فائق ہے۔ (مقدمہ حیات ابن مریم) ناصیف یازجی، م ۱۲۸۷ھ۔ ان کے مقامات ''مجمع البحرین'' کے نام سے مطبوعہ ہیں۔ شوقی نے کئی وجوہ سے اسے مقامات حریری سے فائق قرار دیا ہے اور اپنے گرانقدر رسالہ ''مقامہ'' میں بحث کے بعد بدیع وحریری کے بعد انہی کو ثالث ثلاثہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کی لغوی مہارت معاجم کے تحت ہونے سے اس کی افادیت کی کمی پر بھی تنبیہ کی ہے۔

مصادر:

(۱) الحماسۃ۔ (۲) درس مقامات۔ (۳) تاریخ الادب العربی از ڈاکٹر احمد شوقی ۱۰/ ۵۰۳۔۵۰۶۔ (۴) أیضاً ۷/ ۴۴۵۔ (۵) تاریخ الادب العربی از احمد بمبین زیات ۲۹۲۔ (۶) شرح مقالات سیوطی از سمیر الدروبی ۱/ ۴۳۔۷۔ (۷) تاریخ الادب العربی از شوقی ۵/ ۴۷۲۔ (۸) تاریخ الادب العربی از زیات ص ۲۹۲ (۹) النثر الفنی فی القرن الرابع الھجری از زکی مبارک ص ۱۹۸ ج ۱ (۱۰)۔ السرد فی مقامات الھمذانی ۱۶۔ المفارقۃ فی مقامات الحریری ۶۴۔ (۱۱) النثر العربی القدیم از عبداللہ ابراہیم ۲۲۸۔ (۱۲) مقالات الھمذانی علی احادیث ابن درید۔ المفارقہ ص ۶۶۔ (۱۳)۔ المقامۃ از شوقی ص ۴۷

بقیہ: جمعیت علماء اسلام کا عالمی اجتماع...... چند تاثرات

جن کے سینے وطن عزیز کے محبت سے سرشار ہیں۔ عالمی اجتماع میں لاکھوں پاکستانیوں نے شرکت کر کے ثابت کر دیا کہ وہ اسلام پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں، اس ملک کو سیکولر بنانے کا خواب دیکھنے والوں کو ناکامی کا سامنے کرنا پڑے گا۔ عالمی اجتماع کے پوری دنیا پر مثبت اور دوررس نتائج مرتب ہوں گے''۔

بہر حال اس عظیم اجتماع کے انعقاد پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم العالی اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے دیگر رہنما اور کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں، ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالمی اجتماع کے خیر کے آثار ظاہر فرمائے اور ان نیک مقاصد کو بارآور بنائے جن کے لئے اس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ آمین